مطالعہ حدیث کورس
آخرت
www.KitaboSunnat.com
دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
4

مطالعہ حدیث — (خط وکتابت کورس)

یونٹ (4) آخرت

شعبہ اسلامی خط وکتابت کورسز
دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
پوسٹ بکس نمبر 1485 اسلام آباد
فون: 9261751-54
فیکس: 261648, 250821
ای میل: dawah@isb.compol.com

نام کورس	....	مطالعہ حدیث
یونٹ نمبر	....	4
مؤلف	....	مولانا حبیب الرحمان
ناشر	....	دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد' پاکستان
مطبع	....	ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد
سن اشاعت	....	2000ء - 1421ھ

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر

پیش لفظ

انیسویں اور بیسویں صدی میں غیر مسلم اور مسلم مستشرقین کے ذہن جن بنیادی مسائل کے حل میں مصروف رہے ان میں حدیث کی تاریخی اور تشریعی حیثیت بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کی یہ دلچسپی ایک لحاظ سے ان کے پیش رو مستشرقین کی سرگرمیوں میں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب تحقیق کا موضوع سابقہ محققین کی طرح شخصیت اور ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی، غزوات اور سیاسی اصلاحات کے بارے میں سوالات اٹھانا اور شکوک و شبہات کو پیدا کرنا نہ رہا بلکہ اب خود حدیث، اس کی جمع و تدوین، اس کی ثقاہت اور تاریخی و تشریعی حیثیت کو بنیادی موضوع بنایا گیا چنانچہ Goldzeha ، Guillau me اور sehacht نے دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ میں سے ایک کو موضوع تحقیق بناتے ہوئے مغربی ذرائع علم اور اپنے زیر تربیت مسلم محققین کو بڑی حد تک یہ بات باور کرا دی کہ حدیث کی حیثیت ایک غیر معتبر تاریخی بلکہ قیاسی بیان کی سی ہے، اس میں مختلف محرکات کے سبب تعریفی و توصیفی بیانات کو شامل کر لیا گیا ہے اور بہت سی گردش کرنے والی افواہوں کو جگہ دے دی گئی ہے۔ ان انتہا پسندانہ تصورات کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کیا گیا کہ بعض اصطلاحات حدیث (مثلاً صحیح، حسن، ضعیف) کا اس طرح ترجمہ کر کے پیش کیا گیا جس سے تاثر بنے کہ احادیث کے مجموعوں میں گویا ہر قسم کی سنی سنائی کہانیاں اور قصے شامل ہیں۔

ان تمام غلط فہمیوں اور بعض اوقات شعوری طور پر گمراہ کرنے کی ان کوششوں سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ دینی علوم سے غیر متعارف ذہن اس نہج پر سوچنا شروع کر دیں کہ ایک مسلمان کے لیے زیادہ محفوظ یہی ہے کہ وہ قرآن کریم پر اکتفا کر لے اور حدیث کے معاملہ میں پڑ کر بلاوجہ اپنے آپ کو پریشان نہ کرے۔ اسی گمراہ کن طرز عمل کے نتیجہ میں بعض حضرات اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے لگے۔

ہمارے خیال میں یہ دین اسلام کی بنیادوں کو نقصان پہنچانے کی ایک سوچی سمجھی حکمت عملی تھی۔ اس غلط فکر کی اصلاح الحمد للہ امت مسلمہ کے اہل علم نے بروقت کی اور اعلیٰ تحقیقی و علمی سطح پر ان شکوک و شبہات کا مدلل، تاریخی اور عقلی جواب فراہم کیا۔

دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے مطالعہ حدیث کورس ایک ایسی طالب علمانہ کوشش ہے جس میں مستند اور تحقیقی مواد کو سادہ اور مختصر انداز سے ۲۴ دروس (Units) میں مرتب کیا گیا ہے اس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان میں :

مفہوم و معنی	مصطلحات
تاریخ و تدوین	عقائد
ارکان اسلام	اخلاقی تعلیمات

وغیرہ شامل ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ ان دروس کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکیں اور مستند اسلامی مآخذ کی مدد سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کریں جو بعض مستشرقین نے پھیلائے ہیں اور علوم حدیث، یا حدیث کے بارے میں مثبت اور مصدقہ معلومات ان طالبان علم تک پہنچائیں جو باقاعدہ دینی مدارس و جامعات میں حدیث کے موضوع پر تعلیم و تحقیق کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔

ان دروس کو معروف و مستند عالم دین مولانا حبیب الرحمٰن ریسرچ فیلو، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔ تمام دروس پر دعوۃ اکیڈمی کے محققین مولانا رضا احمد صاحب اور مولانا محمد احمد زبیری صاحب نے دیدہ ریزی کے ساتھ نظر ثانی کی ہے اور ان کی اردو ادارت کے فرائض دعوۃ کے ایڈیٹر جناب محمد شاہد رفیع نے انجام دیئے ہیں۔ ان دروس کی تیاری میں شعبہ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر محمد جنید ندوی صاحب کی شبانہ روز محنت یقیناً لائق تحسین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دعوت دین کی یہ کوشش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگی اور دین کی تعلیم کے فہم میں آسانی پیدا کرے گی۔

ان دروس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان پر متعلقہ حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ طالبان علم براہ راست ان مصادر کا مطالعہ بھی کر سکیں۔ ہر یونٹ کے ساتھ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات کو جانچنے کے بعد دعوۃ اکیڈمی کورس مکمل کرنے والوں کو سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی۔ اس سلسلہ میں آپ کے مشورے اور تنقید و تبصروں سے ہمیں ان اسباق کو مزید بہتر بنانے میں غیر معمولی امداد ملے گی اس لیے بلا تکلف اپنی رائے، تنقید و مشورے سے ہمیں مطلع کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد
ڈائریکٹر جنرل
دعوۃ اکیڈمی

تعارف

مطالعہ حدیث کورس کے اس چوتھے یونٹ میں عقیدہ آخرت پر ایمان، عقیدہ آخرت کی اہمیت، ضرورت اور عملی زندگی پر اس کے اثرات سے متعلق احادیث نبوی اور ان کا ترجمہ اور مفہوم پیش کیا گیا ہے۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ پر یہ بات واضح ہو گی کہ عقیدۂ آخرت کا مطلب و مفہوم کیا ہے اور عملی زندگی پر اس عقیدہ کے کیا اثرات پڑتے ہیں۔ نیز اس کے مطالعہ سے آپ پر یہ واضح ہو گا کہ ہمیں اس عقیدہ کو کس طرح ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے تاکہ ہم اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کے احساس کے تحت انجام دے سکیں۔ آخرت کے موضوع پر احادیث نبوی کے مطالعہ سے آپ کو یہ یقین بھی حاصل ہو جائے گا کہ دنیا کے عارضی فوائد و منافع کا حصول انسان کا اصل مقصود نہیں ہونا چاہیے بلکہ آخرت میں ہونے والے دائمی فوائد و منافع کا حصول دراصل انسان کا مقصود ہونا چاہیے۔ اور کامیابی و ناکامی کا اصلی معیار موجودہ زندگی کی خوشحالی اور بدحالی نہیں ہے بلکہ درحقیقت کامیاب انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے آخری فیصلے میں کامیاب ٹھہرے اور ناکام وہ ہے جو وہاں ناکام ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیات قرآنی :

۱۔ قال اللہ تعالی: وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ. (البقرہ ۲ : ۴)(اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔)

۲۔ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ (التغابن ۶۴ : ۷)

منکرین کا دعویٰ ہے کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔ ان سے کہو : نہیں میرے رب کی قسم، تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے دنیا میں کیا کچھ کیا ہے اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

۳۔ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ. (الغاشیۃ ۸۸ : ۲۵،۲۶)

ان لوگوں کا پلٹنا ہماری طرف ہی ہے پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔

۴۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (الانبیاء ۲۱ : ۴۷)

قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دینگے، پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا، جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لینے کے لیے ہم کافی ہیں۔

۵۔ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ (الانبیاء ۲۱ : ۱۰۴)

جس طرح ہم نے تخلیق کی ابتدا کی تھی اسی طرح ہم پھر اس کا اعادہ کرینگے۔ یہ ایک وعدہ ہے ہمارے ذمے، اور یہ کام بہر حال ہمیں کرنا ہے۔

۶۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ (المومنون ۲۳ : ۱۵،۱۶)

پھر اس کے بعد تم کو ضرور مرنا ہے، پھر قیامت کے روز یقیناً تم اٹھائے جاؤ گے۔

۷۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ o وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ o (الزلزال۹۹ :۷،۸)

پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

احادیث نبوی

قیامت کی آمد میں کتنی دیر ہے؟

۱۔ عن انسؓ قال قال رسول اللهﷺ: بعثت انا والساعة كهاتين (صحیح بخاری: کتاب الرقاق)

میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہے۔

مفہوم:

۱۔ اس حدیث کا مضمون قرب قیامت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۲۔ حضرت محمدﷺ کی بعثت اس بات کی علامت ہے کہ نوع انسانی کی تاریخ اب اپنے آخری دور میں داخل ہو رہی ہے۔

۳۔ یہ حدیث ختم نبوت کی بھی واضح دلیل ہے، حضرت محمدﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اور ہادی اور نبی آنے والا نہیں ہے۔

قیامت کب قائم ہو گی؟

۲۔ **عن عبدالله ابن مسعودؓ قال قال رسول اللهﷺ لاتقوم الساعة الا على شرار الخلق۔**

(صحیح مسلم: کتاب الفتن)

عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہو گی، مگر بدترین لوگوں پر“۔

مفہوم:

۱۔ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرماں برداری اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندگی کے صحیح تعلق کا دنیا سے بالکل

خاتمہ ہو جائے گا تو اس وقت یہ عالم فنا کر دیا جائے گا' کیونکہ اس کے بعد اس کائنات کے بقا کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب لوگوں میں فسق و فجور کا غلبہ ہو گا اور نیک و بدی میں تمیز ختم ہو جائے گی۔

قیامت سے پہلے کا پر فتن دور :

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ: ستکون فتن' القاعد فیھا خیر من القائم والقائم فیھا خیر من الماشی والماشی فیھا خیر من الساعی' من تشرف لھا تستشرفہ' فمن وجدفیھا ملجأ ومعاذا فلیعذ بہ. **(بخاری: کتاب الفتن)**

حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے' کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے : ''عنقریب فتنوں کا آغاز ہو گا۔ ان میں بیٹھنے والا کھڑے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے' جس نے جھانک کر اسے دیکھا اسے وہ اچک لیں گے۔ جو شخص ان حالات میں کوئی جائے پناہ پائے اسے چاہیے کہ اس میں پناہ لے لے۔

مفہوم :

ا۔ اس فتنہ سے مراد مسلمانوں کی باہمی لڑائی ہے جس میں فریقین عصبیت اور حمیت جاہلیہ اور طلب دنیا کے لیے لڑ رہے ہوں اور دونوں میں سے کوئی بھی حق پر نہ ہو۔

۲۔ اس فتنہ کی آگ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی فریق کا ساتھ نہ دے اور مسلسل اللہ سے پناہ طلب کرتا رہے۔

قیامت کی دس نشانیاں :

عن حذیفہؓ قال: اطلع النبی ﷺ علینا ونحن نتذاکرفقال: ماتذ کرون؟ قالوا نذکرالساعۃ قال انھا لن تقوم حتی ترون قبلھا عشر آیات' فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسی ابن مریمؑ ویاجوج وماجوج وثلاثۃ خسوف خسف بالمشرق و خسف بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب وآخر ذلک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرھم.

(صحیح مسلم' کتاب الفتن)

حذیفہؓ بیان کرتے ہیں: کہ ایک مرتبہ ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے اتنے میں نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' آپؐ نے فرمایا: تم لوگ کیا گفتگو کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں آپؐ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو گے۔ پھر آپؐ نے بتایا: (کہ وہ علامات یہ ہے) دھواں' دجال' دابۃ (ایک خاص جانور)' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' عیسیٰؑ ابن مریمؑ کا نزول (کا ظاہر ہونا) یاجوج ماجوج' مشرق' مغرب' اور جزیرۃ العرب میں تین مقامات پر زمین کا دھنسنا اور آخر میں زمین سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدان حشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

مفہوم:

۱۔ قیامت کی ان نشانیوں کے ظہور کی نبی ﷺ نے کوئی متعین تاریخ نہیں بتائی البتہ ان حالات کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں یہ واقعہ پیش آنے والا ہے۔

۲۔ اس حدیث میں قیامت تک رونما ہونے والے اہم واقعات کا اجمالی تذکرہ ہے جو سینکڑوں ہزاروں سال کی مدت میں رونما ہونگے' اس بات کو ذہن میں رکھنے سے قیامت کی آمد کے متعلق انسان بہت سے شکوک وشبہات سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

۳۔ دھوئیں کی وضاحت میں نبی ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ: جب یہ دھواں چھا جائے گا تو مومن پر اس کا اثر زکام جیسا ہو گا اور یہ کافر کی نس نس میں بھر جائے گا۔

۴۔ دجال' یاجوج ماجوج' دابۃ الارض وغیرہ کی تفصیلات کتب حدیث میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

خواہشات نفس کی پیروی اور تنگ دلی کی غلامی:

عن أبی أمیة الشعبانی قال سألت ابا ثعلبة الخشنی فقلت: یا ابا ثعلبة' کیف تقول فی هذه الایة (علیکم انفسکم)؟ قال: اما والله لقد سألت عنها خبیرا' سألت عنها رسول اللهﷺ فقال: بل ائتمروا بالمعروف و تناهوا عن المنکر' حتی اذا رأیت شحا مطاعا وهوی متبعا ودنیا مؤثرة واعجاب کل ذی رای برأیه فعلیك . یعنی بنفسك. ودع عنك العوام.

فان من ورائکم ایام (الصبر)' الصبر فیه مثل قبض علی الجمر' للعامل فیهم مثل اجر خمسین رجلا یعملون مثل عمله وزادنی غیره قال: یا رسول الله اجر خمسین منهم؟ قال اجر خمسین منکم. (ابو داؤد: کتاب الملاحم باب الامر والنهی)

ابو امیہ شعبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ثعلبہ کی خدمت میں حاضر ہو کر "**یا ایھا الذین امنو علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم**" (**المائدۃ ۵:۱۰۵**) (اے لوگو جو ایمان لائے ہو' اپنی فکر کرو' کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا' اگر تم خود راہ راست پر ہو) کے بارے میں ان سے پوچھا کہ آپ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ابو ثعلبہ نے جواب دیا کہ بخدا آپ نے جاننے والے سے پوچھا ہے' میں نے اس کے بارے میں نہایت باخبر ہستی یعنی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ "تم لوگ نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو حتیٰ کہ جب تم دیکھو کہ لوگ اپنی تنگ دلی کے غلام اور خواہشات نفس کے پیرو بن گئے ہیں' دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص خود رائی میں مبتلا ہے اور تو سمجھو کہ معاملہ تمھارے اختیار سے باہر ہو گیا ہے تو پھر تمہیں چاہیے کہ بس اپنی ذات کی فکر کرو اور لوگوں کو اپنے سے دور کر دو' تمہارے بعد ایسے ایام آنے والے ہیں کہ جن میں (حق پر) جمے رہنا ایسا ہو گا جیسے انگارہ مٹھی میں لینا۔ ایسے حالات میں جو شخص عمل کرے گا اس کا عمل پچاس عمل کرنے والوں کے برابر ہو گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ صحابی نے پوچھا' یا رسول اللہ ﷺ! اس وقت کے پچاس آدمیوں کے برابر ہو گا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ "تم میں سے پچاس کے برابر ہو گا۔"

مفہوم:

۱۔ اگر کوئی شخص حق کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور تبلیغ کا جو حق ہے وہ ادا کرے۔ اور پھر تجربہ سے ثابت ہو کہ کوئی بھی اپنی خواہشات نفس چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے اور سب کے سب باطل پر مصر ہیں' تب اس حدیث کے منشاء کے مطابق آدمی کے لیے یہ درست ہو سکتا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے اور صرف اپنی نجات کی فکر کرے۔

۲۔ معلوم ہوا کہ عملاً کوشش کیے بغیر پہلے ہی سے یہ سمجھ لینا کہ دعوت اور تبلیغ و تذکیر سے کچھ حاصل نہیں ہے' یہ محض ادائے فرض سے جی چرانے کا بہانہ ہے۔ کیونکہ یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ تمام لوگ خواہشات نفس کے پیرو بن گے ہیں' تجربے کی ضرورت ہے صرف مفروضے سے کام نہیں بنتا۔

۳۔ اس قسم کے مشکل حالات میں صبر و استقامت سے دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے حضرات کا مقام و مرتبہ بھی اتنا ہی زیادہ ہو گا جس قدر مشکلات زیادہ ہوں گی۔

قیامت کیسے قائم ہو گی؟

عن ابی ھریرۃؓ أن رسول اللہ ﷺ قال لاتقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من مغربھا فاذا

اطلعت ورآھا الناس آمنوا أجمعون فذالك "لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْكَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا" ولتقومن الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يطو يانه' ولتقومن الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا يطعمه' ولتقومن الساعة وهو يليط حوضه فلا يسقى فيه ولتقو من الساعة وقد رفع أكلته إلى فيه فلا يطعمها . (صحيح بخاری' كتاب الرقاق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : قیامت قائم نہیں ہو گی تاوقتیکہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو' پھر جب سورج مغرب سے نکلے گا تو سب لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے' مگر اس وقت ایمان لانا نفع بخش نہیں ہوگا' یہی بات اس آیت میں ارشاد فرمائی گئی ہے "کسی نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں پہنچائے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے ایمان لانے کے بعد بھلائی نہ کی ہو" قیامت ضرور قائم ہو کر رہے گی اور حالت یہ ہوگی کہ دو شخص فروخت کے لیے اپنے سامنے کپڑا پھیلائے بیٹھے ہوں گے مگر خرید و فروخت کا عمل مکمل نہیں ہو سکے گا اور نہ وہ اسے لپیٹ سکیں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی قیامت ضرور برپا ہو کر رہے گی اور حالت یہ ہوگی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ کر پلٹ رہا ہو گا مگر وہ اسے پی نہ سکے گا۔ قیامت ضرور قائم ہوگی اور حالت یہ ہوگی کہ ایک شخص اپنا حوض مرمت کر رہا ہو گا مگر اس میں سے پانی پی نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ قیامت ضرور قائم ہوگی اور حالت یہ ہوگی کہ ایک آدمی نے کھانے کے لیے لقمہ اٹھایا ہو گا مگر وہ اسے کھا نہ سکے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔"

مفہوم :

۱۔ ایسا نہیں ہو گا کہ قیامت آہستہ آہستہ آرہی ہے اور لوگ دیکھ رہے ہیں کہ وہ آرہی ہے بلکہ وہ اس طرح سے آئے گی کہ لوگ پورے اطمینان کے ساتھ دنیا کے کاروبار چلا رہے ہوں گے اور انکے خواب و خیال میں بھی یہ نہیں ہو گا کہ قیامت کی گھڑی آپہنچی ہے۔

۲۔ تمام لوگ معمول کے مطابق اپنے کام کر رہے ہوں گے کہ اچانک ایک زور کا کڑکا ہو گا اور جو جہاں ہو گا وہیں دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔ اس کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے

۳۔ جب قیامت کی آمد کی صورت یہ ہونے والی ہے تو مومن کو اس کی آمد کا ہر وقت منتظر رہنا چاہیے اور اپنے عمل کے بارے میں محتاط ہونا چاہیے۔

مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ(٤٩)فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ(٥٠). (یٰس ٣٦ :٤٩'٥٠)

دراصل یہ جس چیز کی راہ تک رہے ہیں وہ بس ایک دھماکہ ہے جو یکایک انہیں اس حالت میں دھر لے گا جب یہ (اپنے دنیوی معاملات میں) جھگڑ رہے ہوں گے۔

قیامت کی آمد سے پہلے اس کی تیاری کی ضرورت :

عن انسؓ ان رجلا من اهل البادية أتى النبيﷺ فقال : يا رسول الله متى الساعة قائمه؟ قال ويلك وما أعددت لها؟ قال ما اعددت لها الا انى احب الله و رسوله' قال: انك مع من أحببت.

(صحيح بخاری: كتاب الادب)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کے ایک بدوی آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہو گی۔آپؐ نے فرمایا افسوس تجھ پر! تو نے اس کی آمد کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ عرض کیا! میں نے اس کے لیے کچھ بھی تیاری نہیں کی سوائے اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول سے میں محبت کرتا ہوں' فرمایا بلا شبہ تو اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔

مفہوم :

۱۔ ساری فکر اس بات کی ہونی چاہیے کہ آخرت کے لیے کیا تیاری کی ہے اور جب اللہ کے حضور پیشی ہو گی تو وہاں تمام دنیا کے سامنے کسی رسوائی کا سامنا تو نہیں کرنا پڑے گا؟

۲۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت سے مراد محبت کا محض کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کا لازمی تقاضا اللہ اور رسول کی اطاعت و فرماں برداری ہے۔

پچھلی امتوں کی روش پر چلنے کی پیشن گوئی :

عن ابی سعيد أن النبيﷺ قال : لتتبعن سنن من قبلكم شبر بشبر و ذراعا بذراع حتى لوسلكوا جحر ضب لسلكتموه' قلت يا رسول الله اليهود و النصارى قال : فمن؟

(صحيح بخاری: كتاب الانبياء)

ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا: "تم بھی آخر کار پچھلی امتوں کی روش پر چل کر رہو گے' حتیٰ کہ اگر وہ کسی گھوہ کے بل میں گھسے ہیں تو تم بھی اس میں گھسو گے' صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا تو اور کون؟

مفہوم :

۱۔ رسول اللہ ﷺ خداداد بصیرت سے یہ بات جانتے تھے کہ مختلف قوموں میں بگاڑ کن کن راستوں سے آیا اور کن کن شکلوں میں ظاہر ہوا۔

۲۔ یہود و نصاریٰ کی اخلاقی کمزوریوں، مذہبی غلط فہمیوں اور اعتقادی و عملی گمراہیوں میں سے ایک ایک کی نشان دہی قرآن و سنت میں موجود ہے اور اس کے بالمقابل دین کے مقتضیات بیان کیے گئے تاکہ مسلمان اپنا راستہ صاف دیکھ سکیں اور غلط راہوں سے بچ سکیں۔

۳۔ یہود کی تاریخ مسلمانوں کے لیے ایک زندہ نمونہ عبرت ہے۔ مسلمانوں کو خود عبرت بننے کے بجائے ان سے عبرت حاصل کرنا چاہیے **'فاعتبروا یا اولی الالباب** (اے عقل و ہوش رکھنے والو! عبرت حاصل کرو)

قیامت کا منظر :

عن عبداللہ ابن عمر یقول قال رسول اللہ ﷺ: من سرہ ان ینظر الی یوم القیامۃ کانہ رای عین فلیقرأ "اِذَالشَّمْسُ کُوِّرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَالسَّمَآءُ انْشَقَّتْ۔ (جامع ترمذی: ابواب التفسیر)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہو کہ روز قیامت کو اس طرح دیکھ لے جس طرح کہ آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے تو وہ سورہ التکویر، سورہ انفطار اور سورہ انشقاق پڑھ لے۔

مفہوم :

۱۔ ان سورتوں کو پڑھنے سے دنیا کی بے ثباتی اور فانی ہونے کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

۲۔ قیامت کے ہولناک مناظر کا ایسا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ اس سے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا نقش دل و دماغ پر قائم ہوتا ہے۔

عن ابی ہریرۃؓ قرأ رسول اللہ ﷺ ہذہ الأیۃ: "یومئذ تحدث اخبارھا" قال اتدرون ما اخبارھا؟ قالوا اللہ و رسولہ اعلم' قال فان اخبارھا أن تشھد علی کل عبد و امۃ بما عمل علی ظھرھا ان تقول عمل علی کذا و کذا قال فھذہ اخبارھا. (جامع ترمذی:ابواب التفسیر)

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی :**یومئذ تحدث أخبارھا** (اس دن زمین اپنے سارے احوال بیان کریگی) اور صحابہ سے پوچھا جانتے ہو احوال بیان کرنے کا مطلب کیا ہے ؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا : زمین قیامت کے دن گواہی دے گی اور بیان کرے گی کہ فلاں مرد اور فلاں عورت نے میری سطح پر فلاں دن فلاں وقت برا یا اچھا کام کیا' یہی مطلب ہے اس آیت کا۔

فکر آخرت کے بارے میں نبی ﷺ کا طرز عمل :

عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: کیف أنعم و صاحب الصور قد التقمه واصغی سمعه و قنی جبهته ینتظر متی یؤمر بالنفخ' فقالوا یا رسول الله فماذا تأمرنا' قال: قولوا حسبنا الله ونعم الوکیل. (مسند احمد : مرویات ابو سعید خدریؓ)

ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "میں عیش وآرام اور بے فکری کی زندگی کیسے گزار سکتا ہوں جبکہ حال یہ ہے کہ اسرافیل صور منہ میں لیے' کان لگائے' پیشانی جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔لوگوں نے پوچھا : اے اللہ کے رسول! پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں ؟آپؐ نے فرمایا یہ پڑھتے رہو حسبنا الله ونعم الوکیل (اللہ ہم کو کافی ہے وہ بہتر کارساز اور سرپرست ہے)۔

مفہوم :

۱۔ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی بے چینی اور فکر کو دیکھ کر مزید پریشان ہوتے کہ جب آنحضرتؐ کا یہ حال ہے تو ہمارا کیا حال ہوگا' اس سے صحابہ کی آنحضورؐ سے محبت اور آخرت کی فکر کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

۲۔ رسول اکرمؐ نے صحابہ کو اللہ پر بھروسہ رکھنے اور اس کی سرپرستی میں زندگی گزارنے کی تلقین فرمائی۔ جس نے اللہ کو اپنا کارساز اور سرپرست بنا لیا یقیناً وہ کامیاب ہے۔

میدان حشر میں صالحین امت کی پہچان :

عن عبدا لله رضی الله عنه فی قوله عزوجل "یسعٰی نورهم بین ایدیهم قال: یؤتون نورهم علی قدر اعمالهم منهم من نوره مثل الجبل واد ناهم نورا من نوره علی ابهامه یطفی مرة ویقد اخری.

(المستدرك للحاکم: کتاب التفسیر سوره الحدید)

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ" کے بارے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ قیامت کے روز لوگوں کو ان کے اعمال کے اندازے کے مطابق نور دیا جائے گا۔ ان میں ایسے بھی ہوں گے جن کا نور پہاڑ کی مثل ہوگا اور ان میں سے ادنیٰ ترین نور والا وہ شخص ہوگا جس کا نور اس کے پاؤں کے انگوٹھوں تک ہوگا، کبھی بجھ جائے گا کبھی روشن ہوگا"۔

مفہوم :

۱۔ میدان حشر میں جنت کے مستحق لوگوں کے ساتھ مجرمین سے مختلف معاملہ ہوگا۔ ایمان کی صداقت اور سیرت و کردار کی پاکیزگی نور اور روشنی میں تبدیل ہو جائے گی۔

۲۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کی ذات سے جتنی بھلائی پھیلی ہوگی اس کا نور اتنا ہی تیز ہوگا اور جہاں جہاں تک دنیا میں اس کی بھلائی پہنچی ہوگی میدان حشر میں اتنی ہی مسافت تک اس کے نور کی شعاعیں دوڑ رہی ہوں گی۔

منافق کا بدترین انجام :

عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول ﷺ : فيلقى العبد فيقول اى فلان الم أكر مك واسودك وأزوجك واسخرلك الخيل والابل واذرك ترأس وتربع؟ فيقول بلى، قال فيقول أفظننت أنك ملاقى فيقول لا، فيقول فاني قدأنساك كما نسيتنى، ثم يلقى الثانية فذكر مثله، ثم يلقى الثالث فيقول له مثل ذالك، فيقول يا رب امنت بك وبكتابك وبر سلك وصليت و قمت وتصدقت ويثنى بخيرما استطاع فيقول ههنا اذا ثم يقال الان نبعث شاهدا عليك فيتفكر فى نفسه من ذالذى يشهد على، فيختم على فيه ويقال لفخذه انطقى فتنطق فخذه و لحمه وعظامه بعمله و ذلك ليعذرمن نفسه، فذلك المنافق و ذالك الذى سخط الله عليه۔ (صحيح مسلم: الزهد)

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے دن) ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا 'اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت و شرف نہیں بخشا تھا؟ کیا تجھے بیوی نہیں دی تھی؟ کیا تیرے قبضے میں گھوڑے اور اونٹ نہیں دیئے تھے؟ اور کیا میں نے تجھے مہلت نہیں دی تھی، تو اپنی حکومت کو چلاتا اور لوگوں سے مالیہ وصول کرتا تھا؟ وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیا تو سمجھتا تھا کہ ایک دن تجھے ہمارے سامنے پیش ہونا ہے؟ وہ کہے گا "نہیں" تو اللہ اس سے کہے گا، جس طرح تو

نے مجھے دنیا میں بھلائے رکھا آج میں تجھے بھلائے دیتا ہوں' پھر ایسا ہی ایک دوسرا (منکر قیامت) اللہ تعالیٰ کے حضور آئے گا اور اس سے بھی اسی طرح کا سوال ہوگا' پھر ایک تیسرا شخص پیش ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے وہی سوالات کرے گا جو پہلے دونوں آدمی سے کیے تھے (جو کافر تھے) تو یہ جواب میں کہے گا "اے میرے رب! میں تجھ پر ایمان لایا تھا' تیری کتاب پر یقین رکھتا تھا۔ تیرے رسولوں کو مانتا تھا' میں نماز پڑھتا تھا روزے رکھتا تھا' تیری راہ میں اپنی دولت خرچ کرتا تھا اور اس طرح اپنی پوری قوت سے اپنے نیک کام گنائے گا۔ تب اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا "بس رک جاؤ"۔ ہم ابھی تیرے خلاف گواہی دینے والے بلاتے ہیں' وہ دل میں سوچے گا بھلا وہ کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے گا۔ پھر اس کے منہ کو مہر لگا کر بند کر دیا جائے گا اور اس کی ران' گوشت اور ہڈیوں سے پوچھا جائے گا تو وہ سب اس کے ایک ایک مکارانہ عمل کو ٹھیک ٹھیک بیان کر دیں گے' اس طرح اللہ تعالیٰ باتیں بنانے کا دروازہ بند کر دے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ آدمی ہے جس نے دنیا میں منافقت' کی یہ وہ شخص ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا"۔

مفہوم :

۱۔ کافر اللہ تعالیٰ کے حضور صاف صاف اپنے منکر قیامت ہونے کا اعتراف کرے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

۲۔ منافق اللہ تعالیٰ کے حضور بھی جھوٹ بولنے سے نہ شرمائے گا جس طرح دنیا میں اپنی پاکبازی اور جھوٹی دینداری کا بڑی بے شرمی سے ڈھنڈورا پیٹتا تھا' قیامت کے دن بھی اسی منافقانہ روش کا مظاہرہ کرے گا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کو تو منافق کی حقیقت کا بخوبی علم ہوگا لیکن جب منافق کے خلاف اسی کے اعضاء گواہی دیں گے تو ظاہری طور پر بھی انصاف کے تمام تقاضے پورے ہو جائیں گے اور اس کے خلاف اتمام حجت ہو جائے گی۔

آسان حساب اور اس کے لیے دعا :

عن عائشةؓ قالت سمعت رسول اللهﷺ فی بعض صلواته' اللهم حاسبنی حسابا یسیرا' قلت یا نبی الله ما الحساب الیسیر؟ قال ان ینظر فی کتابه فتجاوز عنه' انه من نوقش الحساب یومئذٍ یا عائشة هلك.(مسند احمد:مرویات عائشة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بعض نمازوں میں یہ دعا پڑھتے سنا :
"اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا" (اے اللہ میرا آسان حساب کیجیے گا) میں نے پوچھا آسان حساب کا کیا مطلب ہے ؟
آپؐ نے فرمایا آسان محاسبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کا اعمال نامہ دیکھے اور اس کی برائیوں سے درگزر فرمادے۔ پھر فرمایا : اے عائشہ ! جس سے ایک ایک چیز کی کریدیا سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہو گیا تو وہ تباہ ہو گیا"۔

عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ : حفت الجنة بالمكاره و حفت النار بالشهوات.(صحيح مسلم: كتاب الجنة)

انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جنت ان باتوں سے گھیری گئی جو نفس کو ناگوار ہیں اور جہنم گھیری گئی ہے نفس کی خواہشوں سے"۔

مفہوم :

۱۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی، خواہشات نفس پر قابو پانا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جان، مال، وقت اور صلاحیتوں کی قربانی کا راستہ جنت تک پہنچتا ہے لیکن یہ ساری چیزیں نفس پر شاق گزرتی ہیں۔

۲۔ جب نفس کے گھوڑے کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی جائے اور اسے شیطان کے حوالہ کر دیا جائے تو یہ راستہ جنہم تک پہنچاتا ہے اور انسان اس گڑھے میں گرتا ہی چلا جاتا ہے۔

عن جابر رضي الله عنه قال سمعت النبي ﷺ قبل و فاته بثلاث يقول لا يموتن احدكم الا وهو يحسن بالله الظن .(صحيح مسلم: كتاب الجنة)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو وفات سے تین روز قبل فرماتے سنا ہے : "تم میں سے کسی کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ کے متعلق حسن ظن رکھتا ہو"۔

مفہوم :

۱۔ بندہ مومن کو ایک طرف اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے ہمیشہ اسے اللہ کی رحمت کی امید رکھنا چاہیے اور دوسری طرف اسے کبھی اللہ کی ناراضگی سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ الایمان بین الخوف والرجاء (ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے)۔

عذاب قبر کا ثبوت اور اس سے پناہ مانگنا :

عن ابن عمر أن رسول اللهﷺ قال :ان احدکم اذامات عرض علیه مقعده بالغداة والعشی ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان کان من اهل النار فمن اهل النار یقال هذا مقعدك حتی یبعثك الله الیه یوم القیامة . (صحیح مسلم: کتاب الجنة)

ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانہ اس کے سامنے لایا جاتا ہے' اگر جنت میں سے ہے تو جنت میں سے اور اگر جہنم میں سے ہے تو جہنم والوں میں سے' پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اسی طرف بھیجے گا۔''

مفہوم :

ا۔ عذاب قبر حق ہے اور کتاب و سنت میں اس کے دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''**اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا**''(آگ صبح وشام ان کے سامنے پیش کی جاتی ہے)اس کے علاوہ عذاب قبر کے ثبوت میں متعدد صحیح احادیث موجود ہیں۔

۲۔ قبر کا لفظ مجازاً عالم برزخ یعنی موت اور قیامت کی درمیانی حالت کے لیے استعمال ہوا ہے' عربی میں برزخ ''پردہ'' کو کہتے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً اس خاص مدت کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسان کی موت سے لے کر قیامت کے دن تک ہے۔

۳۔ اہل دوزخ کو ان کا مقام دکھایا جائے گا تاکہ انھیں اور زیادہ حسرت ہو اور اہل جنت کو بھی ان کا مقام دکھایا جائے گا تاکہ وہ مزید شکر گزار اور خوش ہوں۔

عن انس رضی الله عنه ان النبیﷺ قال: لو لا ان لاتدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم من عذاب القبر. (صحیح مسلم: کتاب الجنة)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم (عذاب قبر کے خوف سے) دفن کرنا نہ چھوڑ دو تو میں ضرور دعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں عذاب قبر سنا دے۔

مفہوم :

ا۔ یہ حدیث عذاب قبر کے ثبوت میں بالکل واضح ہے۔

۲۔ انسان کا امتحان اور آزمائش اسی میں ہے کہ عذاب قبر اور جنت و جہنم کے احوال اس سے پردہ غیب ہی میں رہیں، جب یہ چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا تو پھر مہلت عمل ہی ختم ہو جائیگی۔

عن البراء بن عازبؓ عن النبیﷺ : "یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت" قال نزلت فی عذاب القبر یقال من ربك فیقول ربی الله ونبی محمدﷺ فذالك قوله عزوجل یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیواة الدنیا وفی الاخرة. (صحیح مسلم: کتاب الجنة)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ : نبی ﷺ نے فرمایا : یہ آیت "**یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا**" عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میت سے پوچھا جاتا ہے تیرا رب کون ہے وہ کہتا اللہ میرا رب ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "**یُثَبِّتُ اللّٰهُ**......" سے بھی یہی مراد ہے۔

عن انسؓ بن مالك یقول قال رسول اللهﷺ: یتبع المیت ثلاثة فیرجع اثنان ویبقی معه واحد یتبعه اهله وماله وعمله فیرجع اهله وماله ویبقی عمله . (صحیح بخاری: کتاب الرقاق)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، : میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو واپس ہو جاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے، اس کے گھر والے اور مال واپس ہو جاتا ہے اور اس کے عمل رہ جاتے ہیں۔

مفہوم :

ا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے ساتھ صرف اس کے اعمال ہی جاتے ہیں لیکن اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ پھر فکر بھی زیادہ اس چیز کی کرنا چاہیے جو دائمی زندگی میں کام آنے والی ہے۔

۲۔ دنیا کا مال و متاع عارضی ہے اس لیے اس کی خاطر آخرت کو تباہ نہیں کرنا چاہیے۔

عن ابن عباس قال قام فینا النبیﷺ یخطب فقال انکم محشورون حفاة عراة "کما بدانا اوّل خلق نعیده" (الایة) وان اوّل الخلائق یکسٰی یوم القیامة ابراهیم وانه سیجاء برجال من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال فأقول یا رب اصحابی فیقول الله انك لاتدری ما أحدثوا بعدك فأقول کما قال العبد الصالح "و کنت علیهم شهیدًا مادمت فیهم" الی قوله الحکیم فیقال انهم لم یزالوا مرتدین علی اعقابهم. (صحیح بخاری: کتاب الرقاق)

ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی ﷺ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا : (قیامت کے دن) تم اکٹھے کیے

جاؤ گے اور حالت یہ ہو گی کہ تم ننگے پاؤں اور ننگے جسم ہو گے' جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا ویسے ہی دوبارہ پیدا کریں گے' تمام مخلوقات میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور پھر انہیں بائیں طرف ہٹا دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا' اے میرے مالک! یہ تو میرے اصحاب ہیں' جواب میں کہا جائے گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا نئی نئی باتیں پیدا کیں۔ میں بھی وہی کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰؑ) نے کہا "میں تو ان لوگوں پر اس وقت تک گواہ تھا' جب تک میں ان میں موجود تھا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ان پر نگہبان تھا اور مجھ کو ان کا علم نہ رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے' اگر تو انہیں عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور تو انہیں بخش دے تو غالب ہے حکمت والا ہے" پھر کہا جائے گا یہ لوگ تیرے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

مفہوم :

۱۔ قیامت کا دن اس قدر سخت ہو گا کہ کسی کو یہ ہوش ہی نہیں ہو گا کہ کوئی ننگے بدن بھی ہے' ہر شخص کو بس اپنی فکر ہو گی کہ نہ معلوم اب اس کی دائمی زندگی کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔

۲۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا معاملہ ذکر کیا گیا ہے جو نبیؐ کے عہد میں بظاہر مسلمانوں میں شمار ہوتے تھے مگر دل سے مسلمان نہیں تھے اور بعد میں انہوں نے فتنہ ارتداد میں حصہ لیا اور اسی حالت میں مر گئے۔

جنت اور دوزخ کی زندگی دائمی ہے :

عن عبدالله أن رسول اللهﷺ قال: يدخل الله اهل الجنة الجنة ويدخل اهل النار النار ثم يقوم مؤذن بينهم فيقول يآ اهل الجنة لا موت ويا أهل النار لا موت كل خالد فيما هو فيه.

(مسلم: كتاب الجنة)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہؐ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کر دے گا تو پھر ان کے درمیان ایک پکارنے والا کھڑا ہو گا اور کہے گا اے جنت والو! اب موت نہیں آئے گی۔ اے دوزخ والو! اب موت نہیں آئے گی ہر ایک اپنی جگہ ہمیشہ رہے گا۔

مفہوم :

۱۔ اس اعلان سے اہل جنت میں خوشی کی لہر دوڑ جائے گی کیونکہ انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نعمتوں بھری

جنت مل جائیگی۔

۲۔ اس اعلان سے اہل جہنم ہمیشہ کے لیے مایوس ہو جائیں گے اور ان کی مایوسی اور حسرت ان کے عذاب میں اضافہ کا باعث بنے گی۔

عن حارثة بن وهب سمع النبی ﷺ قال: الا أخبركم بأهل الجنة قالوا بلى كل ضعيف متضعف لو أقسم على الله لأبره ثم قال الاأخبركم باهل النار قالوا بلى كل عتل جواظ مستكبر.

(صحیح مسلم: كتاب الجنة وصفتها)

حارثہؓ بن وہب سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ''کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا' بتلایئے۔ آپ نے فرمایا ہر کمزور اور ضعیف اور لوگوں کے نزدیک حقیر۔ اگر یہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالے تو اللہ ضرور اس کی قسم کو سچا کردے' پھر فرمایا: کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا؟ بتلایئے۔ آپؐ نے فرمایا: ہر سخت مزاج وبدگو' مالدار بخیل اور ہر بڑائی چاہنے والا''۔

مفہوم:

ا۔ انسانی تاریخ بار بار اس بات کو دوہراتی ہے کہ دنیا کی خوشحالی میں مست رہنے والوں نے ہمیشہ حق وصداقت اور انبیاء کی دعوت کو جھٹلایا ہے۔

۲۔ بالعموم کمزور اور پسماندہ طبقہ سے تعلق رکھنے والوں نے انبیاء کی دعوت کو قبول کرنے میں سبقت حاصل کی ہے اور اس کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں بھی دی ہیں۔

قیامت کے دن کن لوگوں کا وزن نہیں ہوگا:

عن ابی ھریرةؓ عن رسول اللہ ﷺ قال: انه يأتي الرجل العظيم السمين يوم القيامة لا يزن جناح بعوضة عندالله اقرؤا "فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا". (صحيح مسلم: صفات المنافقين)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک بڑا موٹا آدمی آئے گا جس کا وزن اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ یہ آیت پڑھ لو: ''ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن نہیں رکھیں گے''۔

مفہوم :

۱۔ وہاں تو عمل درکار ہوگا' جسم وجان یامال ودولت قیامت میں کام آنے والی چیز نہیں ہے۔

۲۔ اللہ کے نزدیک وزن صرف اعمال صالح کا ہے خواہ اہل دنیا کے معیار کچھ بھی ہوں۔

عن ابی ہریرةؓ کان یقول قال رسول اللهﷺ: یقبض الله تبارك وتعالی الارض یوم القیامة ویطوی السماء بیمینه ثم یقول انا الملك أین ملوك الارض و فی روایة این الجبارون این المتکبرون.

(صحیح مسلم' صفات المنافقین)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہاں ہیں زوروالے' کہاں ہیں تکبر اور غرور کرنے والے۔

مفہوم :

۱۔ زمین وآسمان پر اللہ تعالیٰ کے کامل اقتدار کا نقشہ کھینچنے کے لیے مٹھی میں ہونے اور ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہونے کا استعارہ استعمال فرمایا گیا ہے۔ قیامت کے روز تمام انسان جو آج اللہ کی عظمت وکبریائی کا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں' اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ زمین وآسمان اللہ کے دست قدرت میں ایک حقیر گیند اور ایک ذرا سے رومال کی طرح ہیں۔

۲۔ اس دن ساری مجازی بادشاہیاں ختم ہو جائینگی جو دنیا میں انسان کو دھوکہ میں ڈالتی تھیں اور صرف ایک ہی حقیقی فرماں روا کی بادشاہی رہ جائے گی۔

مومن اور کافر کی مثال :

عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ: مثل المؤمن مثل الزرع لا تزال الریح تمیله ولا یزال المؤمن یصیبه البلاء مثل المنافق کمثل شجرة الارزة تهتز حتی تستحصد.

(صحیح مسلم: صفات المنافقین)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہﷺ نے فرمایا: مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے جو ہمیشہ ہوا سے جھکتی ہے' اس طرح ہمیشہ مومن پر مصیبت آتی رہتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے جو کبھی نہیں جھکتا

یہاں تک کہ جڑ سے کاٹ دیا جائے۔

مفہوم:

۱۔ مومن کو دنیا میں جو مصیبتیں اور تکلیفیں پیش آتی ہیں وہ ان سے سنبھل جاتا ہے۔ اگر کہیں بندگی کا تعلق کمزور پڑ گیا ہو تو پھر اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔

۲۔ کفار اور منافقین کو خوب مہلت ملتی ہے' انکی رسی دراز کی جاتی ہے بالآخر اچانک اللہ کا عذاب ان کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

قیامت کے دن کی کیفیت کا بیان:

عن المقداد بن الاسود قال سمعت رسول الله يقول: تدنى الشمس يوم القيامة من الخلق حتى تكون منهم كمقدار ميل قال سليم بن عامر فوالله ما ادرى مايعنى بالميل امسافة الارض اوالميل الذى يكحل به العين قال فيكون الناس على قدر اعمالهم فى العرق منهم من يكون الى كعبيه و منهم من يكون الى ركبتيه و منهم من يكون الى حقويه و منهم من يلجمه العرق الجاما واشار رسول ﷺ بيده الى فيه. (صحيح مسلم: كتاب الجنة)

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور ﷺ کو فرماتے سنا ہے: قیامت کے دن سورج لوگوں سے قریب ہو جائے گا یہاں تک ایک میل کا فاصلہ رہ جائے گا' سلیم بن عامر نے قسم کھا کر کہا کہ میں نہیں جانتا میل سے کیا مراد ہے یہ میل زمین کا جو کوس کے برابر ہوتا ہے یا میل سے مراد سلائی ہے جس سے سرمہ لگاتے ہیں۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے موافق پسینہ میں ڈوبے ہوں گے' کوئی تو ٹخنوں تک ڈوبا ہو گا' کوئی گھٹنوں تک' کوئی کمر تک اور کسی کے پسینہ کی لگام ہو گی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کیا (یعنی منہ تک پسینہ ہو گا)۔

مفہوم:

۱۔ اہل ایمان اور سچے مسلمان تو سایہ الٰہی میں پورے اطمینان سے بیٹھے ہوں گے۔ انہیں کسی قسم کا خوف اور پریشانی نہیں ہو گی۔

۲۔ کفار' منافقین اور فساق و فجار اپنی اپنی بد اعمالیوں کے مطابق اپنے پسینہ میں غرق ہونگے۔

۳۔ ایک حدیث کا مضمون یہ ہے وہ اہل ایمان جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہوگا وہ محشر کے پورے عرصہ میں رو کے رکھے جائیں گے یعنی روز محشر کی پوری طویل مدت' جو نہ معلوم کتنی صدیوں کے برابر ہوگی ان پر اپنی پوری سختیوں کے ساتھ گزر جائے گی اور خاتمہ عدالت کے وقت انہیں بھی جنت میں جانے کی اجازت مل جائے گی تو گویا یہی ان کی سزا ہوگی۔

سکرات الموت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی :

عن ابن اعمر عن البنیﷺ قال: ان اللہ یقبل توبة العبد مالم یغرغر.

(جامع ترمذی: ابواب الدعوات)

"اللہ تعالی بندے کی توبہ بس اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ آثار موت شروع نہ ہوں"۔

مفہوم :

۱۔ توبہ اور اپنے قصور کی معافی مانگنے کا دروازہ اس وقت تک کھلا ہے جب تک آثار موت یا نزع کی حالت نہ ہو۔

۲۔ جب سامنے موت کا فرشتہ کھڑا ہو اور یقین ہو جائے کہ اس کا آخری وقت ہے' موت کی سرحد میں داخل ہوتے ہی مہلت عمل ختم ہو جاتی ہے اور صرف جزاء و سزا کا استحقاق باقی رہ جاتا ہے۔

میدان حشر میں نیک لوگ کس حال میں ہوں گے :

عن ابی سعید الخدری قال: قیل لرسول اللہﷺ یوما کان مقدارہ خمسین الف سنة مااطول ھذا الیوم؟ فقال رسول اللہﷺ والذی نفسی بیدہ انه لیخفف علی المؤ من حتی یکون أخف علیه من صلاة مکتوبة یصلیھا فی الدنیا. (بیھقی' کتاب البعث والنشور)

ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ سے کہا گیا کہ وہ دن کس قدر طویل ہوگا جو پچاس ہزار سال کے برابر ہے ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے میں جتنا وقت لگتا ہے مومن کے لیے وہ دن اس سے بھی ہلکا ہوگا۔

مفہوم :

۱۔ میدان حشر میں جنت کے مستحق لوگوں سے مجرموں سے مختلف معاملہ ہوگا۔

۲۔ اہل جنت کو میدان حشر میں بھی عزت کے ساتھ بٹھایا جائے گا اور انہیں سایہ عرش میں جگہ ملے گی۔

۳۔ میدان حشر کی ساری سختیاں اور ہولناکیاں مجرموں کے لیے ہوں گی نہ کہ نیکوکاروں کے لیے۔

سب سے پہلے سایہ الٰہی میں جگہ پانے والے خوش نصیب :

عن عائشةؓ عن رسول اللهﷺ قال: أتدرون من السابقون الى ظل الله يوم القيامة؟ قالوا الله و رسوله اعلم قال الذين اذا اعطو الحق قبلوه واذا سئلوه بذلوه و حكموا للناس كحكمهم لأنفسهم.

(مسند احمد بن حنبل: مرويات عائشةؓ)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے اللہ کے سایہ میں جگہ پائیں گے' انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جب ان کے آگے حق پیش کیا گیا تو انہوں نے قبول کر لیا۔ جب ان سے حق مانگا گیا تو انہوں نے ادا کر دیا اور دوسروں کے معاملہ میں ان کا فیصلہ وہی کچھ تھا جو خود اپنی ذات کے معاملہ میں تھا۔

مفہوم :

۱۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے ہوں' جو نیک اور حق پرستی میں سب سے سبقت لے جانے والے ہوں' جہاد کا معاملہ ہو یا انفاق فی سبیل اللہ کا' خدمت خلق ہو یا دعوت حق کا میدان ہو' غرض دنیا میں بھلائی پھیلانے اور برائی مٹانے کے لیے ایثار و قربانی اور محنت و جانفشانی کا جو موقع پیش آئے اس میں وہی آگے بڑھ کر کام کرنے والے ہوں۔

۲۔ بارگاہ خداوندی میں قرب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کی رضا کو ہر چیز پر عملاً مقدم کیا جائے اور اس کی اطاعت اور محبت پر ہر محبت کو قربان کر دیا جائے۔

جہنم سے شفاعت کے ذریعہ نجات پانے والے لوگ :

عن ابی سعيد قال قال رسول اللهﷺ: اما اهل النار الذين هم أهلها فانهم لايموتون فيها ولا يحيون ولكن ناس منكم اصابتهم النار بذنوبهم اوقال : بخطايا هم' فأما تهم الله تعالى اماتة حتىٰ اذا كانوا فهما اذن بالشفاعة فجئ بهم ضبائر ضبائر فبثوا على أنهار الجنة ثم قيل يا اهل الجنة أفيضو

عليهم فينبتون نبات الحبة تكون في حميل السيل فقال رجل من القوم كأن رسول اللهﷺ قد كان بالبادية.(صحيح مسلم : كتاب الايمان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا : وہ اہل دوزخ جو آگ ہی میں رہنے والے ہوں گے ان کی حالت یہ ہو گی 'نہ انہیں موت آئے گی اور نہ زندوں کی طرح زندہ ہی رہیں گے لیکن کچھ لوگ ایسے ہونگے جنہیں جہنم کی آگ ان کے گناہوں کے مطابق پہنچے گی' پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو موت دے دے گا یہاں تک کہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے' پھر شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور انہیں گروہ در گروہ نکال کر باہر لایا جائے گا اور جنت کی نہروں کے کنارے لا کر ڈال دیا جائے گا پھر اہل جنت سے کہا جائے گا کہ ان پر پانی انڈیلیں' وہ سیلاب کے راستہ میں پڑے ہوئے دانے کی طرح اگ آئیں گے (یعنی زندہ ہو جائیں گے' ایک آدمی بولا حضور ﷺ مثال سے ایسے سمجھا رہے ہیں گویا آپؐ دیہات میں رہے ہوں۔

مفہوم :

۱۔ شفاعت حق ہے' نبی ﷺ آخرت میں یقیناً شفاعت فرمائیں گے مگر یہ شفاعت بھی اللہ کے اذن سے ہو گی۔

۲۔ گناہ گاروں کی بخشش کرنا یا انہیں سزا دینا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اندھیر نگری نہیں ہے وہ پورا پورا انصاف کرنے والی ذات ہے اور ہر فیصلہ ایک طے شدہ قانون کے مطابق ہی ہو گا۔

۳۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے حق میں شفاعت کا بیان ہے جو اپنی کچھ سزا بھگت لیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں موت دے گا اور پھر ان کے حق میں شفاعت قبول کی جائے گی۔

خائن لوگ شفاعت سے محروم ہونگے :

عن ابی هريرةؓ قام فينا النبيﷺ خطيبا: فذكر الغلول فعظمه وعظم أمره قال لا ألفين احدكم يوم القيامة وعلى رقبته شاة لها ثغاء وعلى رقبته فرس له حمحمة يقول يا رسول الله أغثني فأقول: لااملك لك شيئا قد ابلغتك وعلى رقبته بعير له رغاء يقول يا رسول الله أغثني فأقول لا املك لك شيئا قد ابلغتك وعلى رقبته صامت فيقول يا رسول الله أغثني فأقول لا املك لك شيئا قد ابلغتك

وعلى رقبته رقاع تخفق فيقول يا رسول الله اغثنى فأقول لا املك لك شيئا قد ابلغتك.

(صحيح بخاری : کتاب الجهاد)

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے مال غنیمت میں خیانت کاذکر فرمایا: اس کی قباحت بیان کی اور اسے گناہ عظیم قرار دیا پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو اور وہ ہنہنا رہا ہو اور یہ شخص مجھ سے کہے: اے اللہ کے رسول میری مدد فرمایئے مگر میں جواب دوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا' اور یہ کہ کسی کی گردن پر اونٹ سوار ہو اور وہ بلبلا رہا ہو اور یہ آدمی مجھ سے کہے کہ اے اللہ کے رسول میری مدد فرمایئے۔ مگر میں جواب دوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تجھ تک خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا' اور یہ کہ کسی کی گردن پر سونا چاندی سوار ہو اور مجھ سے فریاد کرے کہ اے اللہ کے رسول میری مدد کیجئے۔ مگر میں جواب دوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تجھ تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ کہ اس کی گردن پر گٹھا ہو جس کے بوجھ سے اس کی گردن جھکی ہوئی ہو اور وہ مجھ سے فریاد کرے کہ اے اللہ کے رسول میری مدد فرمائیں' میں جواب دوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تو تجھے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔

مفہوم :

۱۔ شفاعت ان اہل ایمان کے حق میں ہو گی جو حتی الامکان نیک عمل کرنے کی کوشش کے باوجود گناہوں میں آلودہ ہو گئے ہوں۔

۲۔ جان بوجھ کر خیانتیں اور بدکاریاں کرنے والے اور کبھی خدا سے نہ ڈرنے والے شفاعت کی اس عظیم نعمت سے قیامت کے دن محروم رہیں گے اور انہیں لازماً اپنے گناہوں کی سزا بھگتنا ہو گی۔

۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خیانت کس قدر مہلک اور تباہ کن گناہ ہے جس کا اس قدر ہولناک انجام ہے کہ خائن شفاعت نبوی کی سعادت سے بھی محروم رہے گا۔

۴۔ اس حدیث سے شفاعت کے اس غلط تصور کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے کہ دنیا میں ہر قسم کے حقوق العباد اور حقوق اللہ کو پامال کرنے کے بعد ان کی تلافی نہ کی جائے اور پھر بھی آدمی شفاعت کے ذریعہ نجات کے فریب میں مبتلا رہے۔ یہ خود فریبی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

آخرت میں مفلس اور دیوالیہ کون ہوگا :

عن ابی ہریرۃؓ أن النبیﷺ قال: أتدرون ماالمفلس؟ قالوا المفلس فینا من لا درھم له ولا متاع، فقال: ان المفلس من امتی من یأتی یوم القیامة بصلوۃ و صیام و زکوٰۃ ویأتی قد شتم ھذا وقذف ھذا وأکل مال ھذا وسفك دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایا ھم فطرحت علیه ثم طرح فی النار .(صحیح مسلم: باب البر والصلة)

ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس دراہم اور مال ومتاع نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز' روزہ' اور زکواۃ ادا کر کے حاضر ہوا ہو' مگر اس حال میں آیا ہو کسی کو اس نے گالی دی تھی' کسی پر بہتان لگایا تھا اور کسی کا مال مار کھایا تھا اور کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو مارا پیٹا تھا۔ پھر اس کی نیکیاں ان (مظلوموں) میں بانٹ دی جائیں گی۔ اگر نیکیوں میں سے کچھ نہ بچا جس سے اس کا بدلہ چکایا جا سکے تو اس کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

مفہوم :

۱۔ اس حدیث سے حقوق العباد کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ باوجود نماز' روزہ اور زکوۃ کے اگر کسی نے ظلم و زیادتی کی ہے اور بندوں کے حقوق ضائع کیے ہیں تو وہ قیامت کے دن کس قدر قابل رحم حالت میں ہوگا جس دن ہر آدمی ایک ایک نیکی کو ترس رہا ہوگا لیکن وہاں مہلت عمل ختم ہو چکی ہوگی اور کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں ہو سکے گا' اس لیے دنیا میں ہی اس کی تلافی کی کوشش کرنا چاہیے۔

۲۔ قیامت کے دن آدمی کے پاس کوئی مال وزر تو ہوگا نہیں کہ وہ مظلوم کا حق ادا کرنے کے لیے کوئی ہرجانہ یا تاوان دے سکے وہاں تو بس آدمی کے اعمال ہی زر مبادلہ ہوں گے۔

۳۔ بدلہ چکانے اور تاوان کی صورت حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اس زیادتی کرنے والے نے جو کچھ نیکیاں کی ہونگی ان میں سے تاوان ادا کرے یا مظلوم کے گناہوں میں سے کچھ اپنے اوپر لے کر ان کی سزا بھگتے۔

اہل جنت کے لیے نعمتیں :

عن ابی هریرةؓ عن النبیﷺ قال: قال الله: اعددت لعبادی الصالحین مالاعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر. **(بخاری : کتاب التوحید) (مسلم: کتاب الجنة)**

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا : اللہ فرماتا ہے : میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے کبھی نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کبھی کسی کان نے سنا نہ کوئی انسان کبھی اس کا تصور کر سکا ہے۔

مفہوم :

ا۔ جنت اہل جنت کے لیے ابدی نعمتوں کا مقام ہے۔

۲۔ یہ انعامات ان خوش نصیب نیک انسانوں اور جنوں کو عنایت کیے جائیں گے جنہوں نے دنیا میں خدا ترسی کی زندگی بسر کی اور اس شعور کے ساتھ زندگی گزاری کہ انہیں اپنے رب کے حضور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

۳۔ جنت میں کسی قسم کی پریشانی غم اور بیماری نہیں ہوگی بلکہ اہل جنت ہمیشہ تندرست اور جوان رہیں گے اور ہمیشہ خوش و خرم رہیں گے۔

اہل ایمان کو حسن عمل پر غرور نہیں کرنا چاہیے :

عن ابی هریرةؓ قال: قال رسول اللهﷺ: لن یدخل أحد منکم عمله الجنة قالوا: ولاأنت یا رسول الله قال: ولاانا الا ان یتغمدنی الله منه بفضل و رحمته. **(مسلم: صفات المنافقین)**

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا ؟ فرمایا ہاں میں بھی اپنے عمل کی بدولت جنت میں نہیں جا سکوں گا جب تک اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک نہ لے۔

مفہوم :

ا۔ اہل ایمان اپنے حسن عمل اور نیک اعمال پر کبھی غرور نہیں کرتے کہ ہم یقیناً بخشے جائیں گے بلکہ وہ ہمیشہ اپنی کوتاہیوں پر استغفار کرتے ہیں' اپنے عمل کے بجائے صرف اللہ کے فضل و کرم سے امیدیں وابستہ

کرتے ہیں۔

۲۔ دنیا میں منکرین اور ظالموں کو جو نعمتیں ملتی ہیں وہ اس پر فخر و غرور کرتے ہیں کہ یہ ہماری قابلیت اور سعی و کوشش کا نتیجہ ہے۔ اس وجہ سے وہ ہر نعمت ملنے پر مزید متکبر بن جاتے ہیں جبکہ اہل ایمان جتنے نوازے جاتے ہیں اتنے ہی متواضع اور فیاض بنتے ہیں کیونکہ وہ اسے اللہ کا فضل و کرم اور اس کا احسان سمجھتے ہیں۔

۳۔ آخرت میں بھی اہل جنت، جنت کے انعامات کو اللہ کے فضل و کرم کا نتیجہ قرار دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تمھاری سعی کا اجر و صلہ ہے۔

خلاصہ

عقیدۂ آخرت پر ایمان :

ا۔ اہمیت :

عقیدہ آخرت اسلامی عقائد کا انتہائی اہم جزو ہے' اسے یوم آخر' حیات اخروی اور دار آخرت بھی کہا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اس عقیدہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کا شاید ہی کوئی صفحہ ایسا ہو جس میں کسی نہ کسی انداز میں اس عقیدہ کا ذکر نہ آیا ہو۔ طرح طرح سے اس عقیدہ کو سمجھایا گیا ہے اور اس پر دلیلیں دی گئی ہیں۔ جھٹلانے والوں کے بے بنیاد عقائد اور ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے' اس کے ماننے اور نہ ماننے سے زندگی کا جو رنگ ہوتا ہے اس کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں اور صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ عقیدۂ آخرت کے بغیر تمام اعمال بے کار ہیں۔

ب۔ عقیدۂ آخرت کی حقیقت :

اس حقیقت پر ایمان کہ انسان کی یہ دنیوی زندگی ہی اس کی کل زندگی نہیں ہے بلکہ اس کے بعد ایک اور ہمیشہ رہنے والی زندگی ملے گی۔ ایک دن یہ سارا کارخانہ عالم ختم ہو جائے گا اور کائنات کا یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا' پھر سارے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک دوبارہ زندہ کیے جائیں گے' سب اکٹھے ہوں گے' سب کے کاموں کا حساب کتاب ہو گا۔ جس نے جو کام کئے ہیں ان کا ویسا ہی بدلہ ملے گا' نیک کام کرنے والے اللہ کے وفادار بندے ہمیشہ ہمیشہ کے سکون و آرام کی جنت میں ہوں گے اور اللہ کے باغی' نافرمان اور برے کام کرنے والے دوزخ میں جائیں گے۔

ج۔ دلائل :

مشاہدوں اور تجربوں کے ساتھ اگر عقل کو صحیح استعمال کیا جائے تو انسان کچھ ایسی حقیقتوں کو بھی پا سکتا ہے جنہیں وہ اپنے حواس سے معلوم نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید کا مطالبہ ہم سے یہی ہے کہ ہم کھلی آنکھوں سے کائنات کے نظام کا مشاہدہ کریں اس میں غور و فکر کریں اور عقل سے کام لیں تو ہمیں یہ حقیقت معلوم ہو جائے گی اسے بنانے والا :

ا۔ کوئی حکیم و دانا ہے۔

۲۔ وہ جب چاہے اس نظام کو ختم کر دے اور وہ اس نظام کو دوبارہ بنانے پر بھی قادر ہے۔

۳۔ اس کائنات میں کوئی چیز بے مقصد نہیں بنائی گئی ہے۔

۴۔ اللہ کی رحمت وانصاف کا تقاضا ہے کہ ایسا دن آئے جس میں انسان کو اس کے اچھے اور برے کاموں کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جائے۔

د۔ منکرین کا استدلال :

اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والے سائنس دانوں اور فلسفیوں کا کہنا ہے کہ کائنات میں جو کچھ نظر آرہا ہے وہ مادے اور توانائی کے ملاپ کا نتیجہ ہے اس کے پیچھے کوئی شعور اور حکمت کام نہیں کر رہی' وہ کہتے ہیں کہ جب مادہ ایک خاص ترکیب کے ساتھ مرکب ہو جاتا ہے تو اس میں زندگی کی صلاحیت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے' اور اس کائنات کے پیچھے کوئی حکمت تلاش کرنا بے وقوفی ہے۔ جب یہ بلا مقصد چل رہی ہے تو بلا مقصد فنا بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر اس کائنات کو کوئی چلانے والا نظر نہیں آرہا تو ان کی لاعلمی' اس بات کا ثبوت کیسے ہو سکتی ہے کہ جس چیز کو وہ جانتے نہیں اس کا سرے سے وجود ہی نہیں۔

عقیدہ آخرت کے انسانی زندگی پر اثرات :

ا۔ احساس ذمہ داری : اس عقیدہ کو ماننے کے نتیجہ میں انسان اپنی ہر حرکت اور کام کے لیے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جوابدہ تصور کرتا ہے اور ہر کام سوچ سمجھ کر کرتا ہے کہ اس میں اللہ کی مرضی ہے یا نہیں' یہ ایک مکمل شعوری زندگی ہوتی ہے جبکہ اس عقیدہ کا منکر اپنے آپ کو غیر ذمہ دار' آزاد اور خود مختار سمجھ کر شتر بے مہار کی طرح زندگی گزارے گا' وہ کسی کام کے اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ اس بنا پر کرے گا کہ اسے اس دنیا میں اس کا صلہ کیا ملے گا۔

۲۔ خدائی ضابطہ ہدایت کی ضرورت : آخرت پر ایمان رکھنے والا لازماً خدائی ضابطہ ہدایت کی ضرورت بھی تسلیم کرے گا تاکہ اس کے خالق و مالک نے اسے زندگی گزارنے کا جو طریقہ بتایا ہے اس کے مطابق وہ زندگی گزار سکے اور زندگی کے ہر معاملے میں اپنے مالک کی مرضی معلوم کرنے کے لیے اس سے راہنمائی بھی حاصل کر سکے' جبکہ اس عقیدہ کو نہ ماننے والا اس قسم کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا ہے۔

۳۔ اخلاقی اقدار اور اخلاقی ضابطوں کی قدر و قیمت : ایک منکر آخرت کے لیے چوری' بے ایمانی'

جھوٹ، ناانصافی، مکاری، ظلم و ستم جیسی اخلاقی قدریں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں کیونکہ اس کے نزدیک ظلم ایک ضرورت ہے، ناانصافی کا نام چالاکی ہے، بے ایمانی اور لوٹ کھسوٹ ہوشیاری کا دوسرا نام ہے۔ اور یہ اقتصادی ضرورت ہے۔ ہر نفع و نقصان کے وقت یہ ضابطے بدل جاتے ہیں، لیکن اس عقیدہ کو ماننے کے نتیجہ میں ایک مومن اپنی جان تو قربان کر سکتا ہے لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس کے نتیجہ میں اس کی آخرت برباد ہو جائے۔ وہ آخرت کے نتائج اور ان اخلاقی پیمانوں کو سامنے رکھ کر کسی کام کو اختیار کرے گا یا چھوڑے گا۔

۴۔ **بے لوث کام کا جذبہ** : اللہ کی رضا کے لیے کام کرنے والے اپنے ہر کام کے اجر کی امید صرف اللہ سے رکھتے ہیں (اِنْ اَجْرِیَ اِلَّاعَلَى اللّٰهِ) "میرے کام کا صلہ تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے" جبکہ منکر آخرت کوئی کام دنیوی مفاد اور عزت و شہرت کے بغیر نہیں کر سکتا۔

برزخ اور عذاب قبر :

قبر کا لفظ قرآن و سنت کی اصطلاح میں موت اور قیامت کی درمیانی حالت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ برزخ کا معنی پردہ اور رکاوٹ ہے لیکن یہ لفظ اصطلاحاً انسان کی موت سے قیامت کے دن تک کی مدت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ موت محض جسم و روح کی علیحدگی کا نام ہے، نہ بالکل معدوم ہونے کا، ایک مجرم روح سے فرشتوں کی باز پرس، پھر اس کا عذاب اور اذیت میں مبتلا ہونا اور دوزخ کے سامنے پیش کیا جانا اور ایک مومن روح کے ساتھ انعام و اکرام کا معاملہ قرآن و سنت میں اتنا واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے جس میں کسی قسم کا الجھاؤ نہیں ہے۔

فہرست مراجع

یونٹ نمبر4

۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دارالفکر بیروت

۲۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، مکتبہ مصطفےٰ البابی الحلبی قاہرہ، ۱۹۳۷ء

۳۔ جلیل احسن ندوی، زادراہ، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء

۴۔ جلیل احسن ندوی، سفینہ نجات، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور ۱۹۹۵ء

۵۔ عمرپوری، عبدالغفار حسن، انتخاب حدیث، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء

۶۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم الاحادیث، ادارہ معارف اسلامی، لاہور

۷۔ نعمانی، محمد منظور، معارف الحدیث (جلد اوّل) دارالاشاعت اردو بازار، کراچی

۸۔ نووی، محی الدین ابوزکریا بن شرف، ریاض الصالحین، مکتبہ مدنیہ لاہور